حضرت ابوشحمہؒ بن عمرؓ کا واقعہ

حقیقت اور افسانہ

ازقلم: مولانا محمد امین الاثری

امیر المؤمنین فاروقِ اعظم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حق پرستی، انصاف پروری، اجراءِ حدودِ الٰہی میں عزیز و بیگانہ کے ساتھ اُن کے یکساں برتاؤ کی روشن اور درخشاں حیثیت کو آپؓ کے فرزند حضرت ابوشحمہ کے متعلق ایک بے بنیاد و بے اصل اور خود ساختہ واقعہ کے ذریعے منظرِ عام پر لانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ حالانکہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بے نظیر انصاف پروری اور عدل گستری، آپؓ کے دورِ خلافت کے طریق کار یہ سب کارنامے ایسے صحیح اور معتبر تاریخی روایات سے ثابت اور مشہور ہیں کہ ان کے بعد اس قسم کے گھڑے ہوئے قصوں کے ذریعے اُن کی انصاف پروری اور دینی صلاحیت کو اجاگر کرنے کی مطلقاً ضرورت نہیں ہے۔ حضرت ابوشحمہ کے متعلق یہ واقعہ قصہ و داستان گو واعظین، غیر محتاط صوفیاء اور غیر محقق واقعہ نگاروں کی رنگ آمیزیوں کا رہینِ منت ہے۔ اصل حقیقت کچھ اور ہے جو اُن کی رنگ آمیزیوں میں گم ہو کر رہ گئی اور حضرت ابوشحمہ کا پاک دامن ناکردہ غلط کاری کے مکروہ و معیوب دھبوں سے داغ دار ہو گیا۔ ہمیں افسوس ہے کہ بعض مصنفین نے ایک ایسے واقعہ کو جس کا تعلق برگزیدہ مقدس ہستیوں سے ہے، تاریخ اور اُصولِ روایت کے مطابق چھان بین کیے بغیر شائع کر دیا۔

اس واقعہ کے متعلق ماہرینِ فن اور معتبر و مستند مؤرخین کی تصریحات درج کی جاتی ہیں، تاکہ ناظرین کو اصل واقعہ معلوم ہو سکے اور یہ حقیقت ان کے ذہن نشین ہو جائے کہ ابوشحمہ کا دامن معصیت کے داغ سے پاک و صاف ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی (المتوفی ۹۱۱ھ) نے اپنی مشہور کتاب: ''اللآلی المصنوعة فی الاحادیث الموضوعة'' میں اس قصہ کو مختصر اور مطوّل دو طرح سے ذکر کیا ہے۔ مختصر واقعہ میں بیان کیا گیا ہے کہ پچاس کوڑے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خود اپنے ہاتھ سے مارے اور

پچاس کوڑے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے لگوائے۔ علامہ سیوطیؒ نے اس واقعہ کے متعلق اپنا تحقیقی فیصلہ اور تبصرہ یوں تحریر فرمایا ہے:

موضوع وضعه القصاص وفى الاسناد من هو مجهول

''یہ واقعہ سرتا پا بے اصل و بے بنیاد اور گھڑا ہوا ہے' جسے داستان گو واعظین نے بنایا اور گھڑ لیا ہے۔ اور سلسلۂ سند میں نامعلوم اشخاص موجود ہیں!''

اور مطوّل قصے کے بعد لکھتے ہیں:

موضوع فيه مجاهيل قال الدارقطنى حديث مجاهد عن ابن عباس فى حديث ابى شحمة ليس بصحيح وروى من طريق عبد القدوس بن الحجاج عن صفوان عن عمر و عبد القدوس كذاب يضع وصفوان بينه وبين عمر رجال

''یہ گھڑی ہوئی اور بالکل بے سند بات ہے۔ سلسلۂ سند میں کئی نامعلوم افراد ہیں۔ دارقطنی کہتے ہیں کہ مجاہد کی وہ حدیث جو ابن عباس سے ابوشحمہ کے بارے میں روایت کی جاتی ہے' صحیح نہیں ہے۔ عبدالقدوس بن حجاج سے بھی یہ قصہ مروی ہے جو انہوں نے صفوان عن عمر کے حوالے سے روایت کیا ہے۔ لیکن یہ عبدالقدوس جھوٹا اور کذاب ہے۔ حدیثیں خود اپنی طرف سے بنا بنا کر بیان کرتا تھا' اور اس کے اوپر راوی صفوان اور عمر کے درمیان سلسلہ منقطع ہے''۔

علامہ محمد طاہر ''تذکرۃ الموضوعات'' (ص ۱۸۰) میں لکھتے ہیں:

حديث ابى شحمة ولد عمر رضى الله عنه وزناه واقامة عمر عليه الحدود وموته بطوله لا يصح بل وضعه القصاص...... انتهى (وهكذا فى الفوائد المجموعة' ص ٦٩' للعلامة الشوكانى والمجمع البحار الانوار' ص ٥١٧' جلد سوم)

''ابوشحمہ بن عمرؓ کا واقعۂ زنا' ان پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حد جاری کرنا اور اس کی وجہ سے اُن کی موت' یہ پورا قصہ غلط ہے اور گھڑا ہوا ہے!''

اصل واقعہ

علامہ ابن سعد اور علامہ ابن الجوزی وغیرہم کی تصریحات کے مطابق واقعہ اس قدر ہے کہ حضرت ابوشحمہ رضی اللہ عنہ مصر میں جہاد کی غرض سے تشریف فرما تھے۔ عرب میں نبیذ استعمال

کرنے کا عام دستور تھا۔ وہ اس طرح کہ کھجور یا کشمش شام کو پانی میں بھگو دیتے۔ صبح تک پانی میٹھا ہو کر شربت بن جاتا۔ صبح کے ناشتے یا کھانے کے بعد اُس شربت کو استعمال کرتے۔ اسی طرح صبح کو بھگو دیتے اور شام کو کھانے کے ساتھ یہ شربت پیتے۔ اس شربت کو جس میں نہ کوئی خاص بو پیدا ہوتی اور نہ ذرہ بھر نشہ' نبیذ کہا جاتا ہے' جس کا استعمال باتفاقِ علماء جائز اور مباح ہے۔ خود آنحضرت ﷺ بھی اسے استعمال فرماتے تھے۔ (ابوداوٗد' ص ۱٦٦' ج ۲' بروایت حضرت عائشہ ؓ)۔ البتہ نشہ کا شبہ اور گمان ہو جانے کے بعد' جس کی خاص ظاہری علامتیں ہیں' نبیذ کا پینا حرام اور ممنوع ہے۔

حضرت ابوشحمہؒ جو نہایت متورّع اور متدین شخص تھے' سنتِ نبویؐ کے مطابق نبیذ استعمال فرماتے تھے۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ اس اطمینان کے بعد کہ نبیذ میں سکر (نشہ) کا اثر نہیں آیا ہے' انہوں نے نبیذ استعمال کی۔ کچھ دیر کے بعد انہیں نشہ کا معمولی اثر محسوس ہوا۔ شرعاً انہوں نے کوئی تقصیر نہیں کی تھی' اس لیے ملامت یا تعزیر و حد کے مستوجب قطعاً نہ تھے' نہ دیانۃً نہ قضاءً ' لیکن غلبۂ خوفِ الٰہی اور غایتِ ورع و خشیتِ الٰہی کی وجہ سے انہوں نے اپنے آپ کو قصور وار سمجھا' محض اس لیے کہ اس معاملے میں جس غایت درجہ احتیاط و اطمینان کی ضرورت تھی اُس سے انہوں نے کام نہ لیا تھا۔ بہرکیف وہ حضرت عمرو بن العاص ؓ (فاتح مصر و گورنر) کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں کہ مجھ پر حدِ شرعی جاری کی جائے۔ گورنر نے انہیں شرعی حکم سمجھاتے ہوئے حدّ جاری کرنے سے انکار کر دیا۔ لیکن ان کا دل مطمئن نہیں ہوا اور عرض کی کہ حدّ جاری کیجیے ورنہ دربارِ خلافت میں رپورٹ کر دوں گا کہ عمرو بن العاص حدودِ الٰہی کے جاری کرنے میں کمزور اور سست ہیں۔ فاروق اعظم ؓ کے جلال اور تصلب فی الدین کا نقشہ اُن کے سامنے آ گیا۔ انہوں نے ابوشحمہ پر اُن کے اطمینانِ قلب کے لیے حدّ جاری کر دی' لیکن قصرِ حکومت میں' جہاں عام مجمع نہ تھا۔ واقعہ نگاروں نے اس واقعہ کی اطلاع دربارِ خلافت میں کر دی۔ امیر المؤمنین نے گورنر مصر کو ملامت آمیز خط لکھا کہ میرے بیٹے ابوشحمہ کے ساتھ اجراءِ حدودِ الٰہی میں عام مسلمانوں جیسا برتاؤ کیوں نہیں کیا گیا؟ یعنی عبرت کے لیے عام مجمع میں کیوں نہ حد جاری کی گئی؟ پھر جب ابوشحمہؒ مدینہ پہنچے تو خلیفۂ وقت نے عام مجمع میں ابوشحمہ کو بے احتیاطی کرنے پر جسمانی سزا دی جیسے باپ بیٹے کو کسی قصور پر سزا دیا کرتا ہے۔ کچھ دنوں کے بعد ابوشحمہ اتفاقی طور پر بیمار پڑے اور اسی بیماری میں انتقال فرمایا' انّا للّٰہ وانّا الیہ راجعون۔ یہ ہے اصل واقعہ جس کو داستان گو واعظین نے کچھ کا کچھ بنا دیا ہے! علامہ ابن عبدالبرؒ یہ واقعہ اس طرح لکھتے ہیں:

عبدالرحمن بن عمر الاوسط هو ابوشحمة وهو الذی ضربه عمرو بن العاص بمصر فی الخمر ثم حمله الی المدینة فضربه ابوه الوالد ثم مرض ومات بعد شهر هکذا یرویه معمر عن الزهری عن سالم عن ابیه۔ واما اهل العراق فیقولون انه مات تحت سباط عمر وذلك غلط وقال الزبیر اقام علیه عمر حد الشرب فمرض ومات (الاستیعاب' ص ٣٩٤' ج٢)

علامہ طاہر اس واقعہ کا ذکر اس طرح فرماتے ہیں:

ماروی ان عبدالرحمن الاوسط من اولاد عمر و یکنی اباشحمة غازیا بمصر فشرب نبیذا فجاء الی ابن العاص وقال اقم علیّ الحدود فامتنع فقال اخبر ابی اذا قدمت فضربه الحد فی داره فلامه عمر قائلا الا فعلت به ما تفعل بالمسلمین فلما قدم علی عمر ضربه واتفق ان مرض فمات (مجمع بحار الانوار' ص ٥١٨' ج٣)

ٹھیک یہی واقعہ علامہ جلال الدین سیوطیؒ "**اللآلی المصنوعة فی الاحادیث الموضوعة**" میں اسی طرح لکھتے ہیں:

''زبیر بن بکار اور ابن سعد نے ''طبقات'' میں اور ان کے علاوہ دوسرے لوگوں کا بھی قول ہے کہ عبدالرحمٰن الاوسط جن کی کنیت ابوشحمہ تھی' مصر میں مجاہد اور غازی کی حیثیت سے تھے' ایک رات کو نبیذ پی لی جس سے کچھ نشہ محسوس کیا۔ اُس وقت حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی خدمت حاضر ہو کر کہا کہ مجھ پر حدّ لگائیے۔ (چونکہ شرعی نقطۂ نظر سے حدّ کے سزاوار نہ تھے' اس لیے) عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اقامتِ حدّ سے انکار کیا۔ لیکن ابوشحمہ اپنے اوپر حد لگوانے کے لیے اڑے رہے اور کہا کہ اگر آپ اس سے گریز فرمائیں گے تو مَیں اپنے باپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آپ کے وہاں پہنچنے پر اس کی شکایت کر دوں گا۔ الغرض عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ابوشحمہ کے اصرار پر قصرِ حکومت کے اندر اُن پر حدّ قائم کی' جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو ملامت آمیز لہجہ میں تحریر فرمایا کہ جس طرح عام مسلموں پر حدّیں جاری کی جاتی ہیں اسی طرح ابوشحمہ پر بھی حد کیوں نہ قائم کی گئی؟ پھر جب حضرت ابوشحمہ واپس (مدینہ) آئے تو خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (تأدیبی طور پر) جسمانی سزا دی۔ اس کے بعد اتفاقی طور پر حضرت عبدالرحمٰن بیمار ہوئے اور یہی علالت اُن کی وفات کا باعث بنی!'' (وهکذا فی فوائد المجموعة' ص ٦٩۔ و تذکرة الموضوعات' ص ١٨٠۔ و اسد الغابة' ص٢١٣' ج٣)

و آخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین